(۵)

(فرمودہ ۲۔ اگست ۱۹۱۶ء بمقام عید گاہ۔ قادیان)

قُلْ یٰاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا ۣالَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ كَلِمٰتِهٖ وَ اتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ۔ [1]

عید یعنی خوشی کا دن۔ چونکہ خوشی کے دن کی نسبت سب انسان یہ امید رکھتے ہیں کہ بار بار آئے اس لئے اس کا نام عید رکھا گیا ہے [2]۔ عید کیا چیز ہے اور خوشی کسے کہتے ہیں۔ اس پر اگر غور کیا جائے تو ایک ادنیٰ سے غور اور فکر سے معلوم ہو جاتا ہے کہ خوشی اصل میں اجتماع کا نام ہے۔ دنیا کی جس قدر بھی خوشیاں ہیں وہ سب اجتماع سے پیدا ہوتی ہیں۔ بڑی سے بڑی خوشی شادی کی ہوتی ہے لیکن وہ کیا ہے یہی کہ ایک عورت اور ایک مرد مل جاتے ہیں اور ان کا اجتماع ہو جاتا ہے۔ پھر بچوں کے پیدا ہونے کی خوشی ہوتی ہے۔ وہاں بھی یہی ہوتا ہے کہ ایک نئی روح آکر ان میں شامل ہو جاتی ہے۔ تو خوشی کی اصل یہ ہے کہ کوئی چیز جب باہر سے آکر دوسری سے ملتی ہے تو اسے خوشی کہا جاتا ہے اور جب ایک چیز دوسری چیز سے جُدا ہوتی ہے تو اسے رنج کہتے ہیں۔ دنیا میں جس قدر بھی اجتماع ہوتے ہیں وہ سب خوشیوں ہی کا موجب ہوتے ہیں اور خوشی کے اظہار کا طریق ہی یہی ہے کہ اجتماع ہو۔ دیکھو میلوں پر جو لوگ جمع ہوتے ہیں وہ اسی لئے ہوتے ہیں کہ خوشی کریں۔ کبھی ایسا نہیں ہوگا کہ کوئی شخص چُھپتا پھرے، کسی کے پاس نہ بیٹھے، اکیلا جنگل میں چلا جائے اور جب کوئی پوچھے کہ اس طرح کیوں کرتے ہو تو کہے کہ آج میرے لئے عید ہے۔ کسی ملک، کسی علاقہ اور کسی قوم میں ایسی عید نہیں ہوگی کہ اس دن ایک دوسرے سے چُھپتے بھاگتے اور علیحدہ پھرتے ہوں بلکہ ہر ایک ملک اور ہر ایک قوم میں عید کی علامت ہی یہی ہے کہ لوگ ایک دوسرے سے ملتے اور ایک جگہ جمع ہوتے ہیں۔ اور جو لوگ اپنے غم و اندوہ کو بڑھانا چاہتے ہیں ان کا یہ طریق ہوتا ہے کہ دوسروں سے علیحدہ رہتے ہیں لیکن جو غم غلط کرنا چاہتے ہیں وہ مجلسوں میں بیٹھتے اور لوگوں سے ملتے جلتے ہیں۔ بعض انسان

چونکہ غم کو پسند کرتے ہیں اس لئے وہ علیحدگی اختیار کر لیتے ہیں۔ مکان میں بیٹھے ہوں گے تو بھی علیحدہ، جنگل میں جائیں گے تو بھی علیحدہ، غرضیکہ ہر وقت وہ علیحدگی کو ہی پسند کریں گے۔ اور اگر کسی کے ہاں میت ہو جائے تو گو لوگ اس کے پاس جمع ہوں گے لیکن وہ یہی کہے گا کہ ہٹ جاؤ مجھے اکیلا رہنے دو اس طرح ہجوم سے میرا دل گھبراتا ہے۔ لیکن یہ کبھی نہیں ہو گا کہ کسی کے ہاں لڑکا پیدا ہو اور لوگ اس کے گھر جمع ہوں تو وہ کہے کہ ہٹ جاؤ مجھے اکیلا رہنے دو مجمع کی وجہ سے میرا دل گھبراتا ہے بلکہ وہ تو لوگوں کو خود بلائے گا اور جس قدر زیادہ لوگ جمع ہوں گے اسی قدر وہ زیادہ خوش ہو گا۔ اسی طرح جس شخص کی شادی ہو اس کے پاس جب لوگ جمع ہوں گے تو وہ سب سے خوشی کے ساتھ ملے گا لیکن ماتم کے وقت گو لوگ اس کی ہمدردی کیلئے ہی جمع ہونگے تاہم وہ یہی کہے گا کہ سب لوگ میرے اردگرد سے ہٹ جائیں اور مجھے تنہا رہنے دیں کیونکہ علیحدگی میں اظہارِ غم کا خوب موقع مل جاتا ہے اور انسان اپنے دل کی بھڑاس اچھی طرح نکال لیتا ہے۔ تو اظہارِ غم کے لئے علیحدگی پسند کی جاتی ہے اور اظہارِ خوشی کے لئے اجتماع۔ اور اس بات کو خدا تعالیٰ نے انسانی فطرت میں رکھ دیا ہے کہ جب اسے خوشی ہو تو دوسروں سے ملے اور جب ملے تو خوشی حاصل کرے۔ گویا خوشی اور اجتماع دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ اسلام تو عین فطرتِ انسانی کے مطابق مذہب ہے۔ اگر تمام دنیا نے عید کا مسئلہ خلافِ فطرت بنایا ہوتا تو اسلام یہ رکھتا کہ خوشی کے وقت انسان ایک دوسرے سے علیحدہ ہو جایا کریں، جنگلوں میں الگ الگ پھرا کریں، کسی جگہ اکٹھے نہ ہوں۔ مگر یہ نہیں رکھا بلکہ یہی رکھا ہے کہ عید کے دن ایک مقام کے لوگوں کا جمع ہونا تو الگ رہا اردگرد کے لوگ بھی ایک جگہ جمع ہوا کریں۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ اجتماع خوشی کا باعث ہوا کرتا ہے۔

اگر انسان اپنی زندگی پر خوب غور کرے تو آسانی سے اس بات کو سمجھ سکتا ہے کہ جب وہ ایک اجنبی سے ملتا ہے تو تھوڑی دیر گفتگو کرنے کے بعد اس سے تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔ تعلق پیدا ہونے کے بعد اسے ایک قسم کی خوشی حاصل ہوتی ہے۔ اسی طرح ریل میں، گھر پر، مکان پر کسی سے ملاقات ہو جاتی ہے اور انسان اسے اس قابل سمجھتا ہے کہ تعلق اور دوستی پیدا کرے جب دوستی پیدا ہو جاتی ہے تو ایک خاص خوشی حاصل ہوتی ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ یہی کہ ایک اجتماع ہوا ہے۔ تو خوشی درحقیقت اجتماع کا نام ہے۔ اور چونکہ اجتماع ہی عید کا باعث ہے اس لئے سب سے بڑی اور سب سے عظیم الشان عید وہی ہو سکتی ہے جس میں سب سے بڑا

اجتماع ہو۔ پس دنیا میں اگر سب سے بڑی عید ہوئی تو وہی ہوئی جب کہ ایک انسان نے تمام دنیا کو پکار کر کہہ دیا کہ یَآاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا ۔ ۳؎ دنیا نے چھوٹی چھوٹی تو بہت سی عیدیں دیکھی تھیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت عید ہوئی تھی، حضرت داوٗدؑ، حضرت مسیحؑ، حضرت کرشنؑ، حضرت رامچندر، حضرت زرتشتؑ کے وقت بھی عیدیں ہوئی تھیں۔ مگر یہ کوئی تو ہندوستان کی عید تھی، کوئی مصری، کوئی ایران کی اس لئے سب سے چھوٹی چھوٹی تھیں لیکن حضرت آدمؑ کی پیدائش سے لیکر دنیا میں اگر کوئی بڑی عید ہوئی ہے تو وہ وہی ہے جب کہ خدا تعالیٰ نے اپنے ایک برگزیدہ انسان کو کہا کہ تم اپنے ذریعہ سارے جہان کو ایک جگہ جمع کرو۔ یہی بڑی عید تھی کیونکہ اس میں خدا تعالیٰ نے اپنے خاص کلام کے ساتھ اپنے ایک انسان کی معرفت تمام دنیا کو کہہ دیا کہ اس کے ہاتھ پر سب لوگ جمع ہو جائیں۔ ۴؎ اس میں کسی قوم، کسی ملک، کسی علاقہ کی شرط نہ رکھی گئی تھی۔ خواہ کوئی مصری ہو یا چینی ہو، ہندوستانی ہو یا ایرانی، کوئی ہو سب جمع ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ اب یہ نہیں کہا جائے گا کہ میں اپنے موتی سوروں کے آگے نہیں ڈالتا اور نہ یہ کہا جائے گا کہ میں اپنی روٹی کتوں کے آگے نہیں پھینکتا۔ ۵؎ حضرت مسیحؑ کے آنے کے وقت بھی عید ہوئی تھی۔ مگر وہ عید صرف ان کی اپنی قوم کے لئے ہی تھی اگر وہ غیروں کو کھانا کھلاتے تو پھر ان کی قوم کیا کھاتی اسی لئے حضرت مسیحؑ نے کہا کہ میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔ ۶؎ گویا ان کا آنا صرف بنی اسرائیل کے لئے ہی عید کا موجب تھا۔ لیکن رسول کریم ﷺ کو جو خدا تعالیٰ نے بھیجا تھا تو ایسے خزانوں کے ساتھ بھیجا جن میں سے خواہ کتنا ہی خرچ کیا جائے کوئی کمی نہیں آسکتی۔ یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے آپؐ کو کہا ہے کہ تم سے جو مانگے اسی کو نہ دو بلکہ تم خود تمام دنیا کو بلاؤ اور کہو کہ آؤ جس کو جس چیز کی ضرورت ہے میں اسے دوں۔ چنانچہ آپؐ کو فرمایا گیا۔ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ۔ ۷؎ تیرا کام ہی یہ ہے کہ تو خدا کی نعمتوں کو لوگوں کے سامنے بیان کرے۔

پس خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے دو کام رکھے ہیں۔ حضرت مسیحؑ کے پاس تو ایک عورت نے آکر سوال کیا تھا کہ اے خداوند داوٗدؑ کے بیٹے! مجھ پر رحم کر۔ تو حضرت مسیحؑ نے جواب میں کہا تھا کہ مناسب نہیں کہ لڑکوں کی روٹی لے کر کتوں کو پھینک دیویں۔ ۸؎ مگر آنحضرت ﷺ کو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تیرا کام یہ نہیں بلکہ جو سوال کرے اسے ضرور

دے۔ یہ ایک درجہ فضیلت تھی آنحضرت ﷺ کو دوسرے انبیاء پر۔ پھر فرمایا۔ یہی نہیں کہ تجھ سے جو آکر مانگے تو اسے دینے سے انکار نہ کرے بلکہ تو لوگوں کے پاس خود جا اور جاکر اعلان کر کہ خدا نے مجھے یہ نعمت دی ہے آؤ تم بھی اس سے حصہ لے لو۔ یہ دوسری فضیلت ہے جو آپ کو تمام انبیاءؑ پر دی گئی ہے۔ پہلے تمام انبیاءؑ تو اس درجہ پر تھے کہ جب کوئی سائل ان کے پاس آتا تو کہتے کہ ہم تمہیں کچھ نہیں دے سکتے کیونکہ جو کچھ ہمارے پاس ہے وہ صرف اپنی ہی قوم کے لئے ہے۔ لیکن آنحضرت ﷺ کو وہ خزانہ دیا گیا کہ آپ کو نہ صرف یہ فرمایا گیا۔ کہ جب کوئی تمہارے پاس مانگنے کے لئے آئے تم اسے نہ دھتکارو۔ بلکہ یہ کہا گیا کہ محتاجوں کو گھر جاکر دو[۹]۔ تو دنیا کے لئے سب سے بڑی عید کا دن یہ تھا۔

پھر بڑی عید کا وہ دن تھا جب کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کو مبعوث کر کے تکمیل تبلیغ کا ذمہ اٹھایا۔ اور وہ دن آیا جب کہ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ[۱۰] کا ہونا مقدر تھا۔ شریعت اسلام کی تکمیل رسول کریم ﷺ کے ذریعہ ہوئی چنانچہ آپؐ کے آنے پر سب دنیا کو بغیر کسی استثناء کے کہہ دیا گیا کہ اب ایک ایسا نبی مبعوث ہوا ہے جس کے ساتھ بہت ہی وسیع خزانے ہیں تم اس کے پاس آؤ اور جو کچھ چاہتے ہو لو۔ آپ نے لوگوں کو اپنی طرف بلانے کے لئے یہ آواز اس زور سے بلند کی جو آخر کار اپنی گونج میں بڑھتے بڑھتے عرش سے ٹکرائی۔ اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام[۱۱] کی شکل میں واپس دنیا میں آئی۔ چنانچہ اس نے بھی آکر یہی کہا کہ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا[۱۲]۔ پہلے محدود علاقوں، خاص ملکوں اور خاص قوموں کے لئے رسول آیا کرتے تھے مگر آنحضرت ﷺ کی طرح حضرت مسیح موعودؑ نے بھی ایسا وسیع دستر خوان بچھایا کہ کسی کو اس پر بیٹھنے سے دھتکارا نہیں بلکہ لوگوں کو ان کے گھروں سے بُلا بُلا کر کھلایا ہے اس لئے ہر وہ نئی روح جو ہم میں آکر شامل ہوتی ہے ہمارے لئے عید کا باعث ہوتی ہے اور ہر وہ شخص جو مسلمان ہوتا ہے ہماری خوشی کو بڑھاتا ہے۔ یہ شریعت کے احکام پر جمع ہونے کی عید ہے اور جب سب لوگ عملی رنگ میں ایک دین پر جمع ہو جائیں گے تو اس کے نتیجہ میں جو عید ہوگی وہ بہت ہی بڑی عید ہوگی اور اس عید کا کرنا خدا تعالیٰ نے ہمارے ہی سپرد کر دیا ہے۔

تمام دنیا کی طرف ایک نبی بھیجنا خدا تعالیٰ کا کام تھا تمام دنیا کے لئے مکمل اور پوری شریعت بھیجنا خدا کا کام تھا، پھر تکمیلِ تبلیغ کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجنا خدا کا

کام تھا مگر عید منانا اس نے ہمارے سپرد کیا ہے اس لئے میں اپنی جماعت کے لوگوں کو بڑے زور سے اس طرف متوجہ کرتا ہوں کہ وہ عید پر غور کریں اور سمجھیں کہ سب خوشیاں اجتماع سے حاصل ہوتی ہیں۔ اور عید کا مطلب ہی یہی ہے کہ لوگ جمع ہوں اس لئے حقیقی اور سچی عید وہی ہوگی کہ جب خدا تعالیٰ کے کلام پر سب لوگ جمع ہو جائیں گے۔ حضرت مسیح نے ایک پیشگوئی کی تھی مگر افسوس کہ اس کے غلط معنی سمجھ لئے گئے۔ متی باب ۶ آیت ۱۰ میں وہ پیشگوئی اس طرح ہے کہ مسیح نے کہا۔

"اے ہمارے باپ! جو آسمان پر ہے۔ تیرے نام کی تقدیس ہو۔ تیری بادشاہت آوے۔ تیری مرضی جیسی آسمان پر ہے زمین پر بھی بر آوے"۔

اس سے یہ سمجھا گیا کہ گویا زمین پر خدا کی بادشاہت نہیں ہے حالانکہ متی میں ہی یہ بھی لکھا ہے کہ خدا کی بادشاہت جس طرح آسمان پر ہے۔ اسی طرح زمین پر بھی ہے۔ [۱۵] ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ حضرت مسیحؑ کے نزدیک خدا کی بادشاہت زمین پر نہ تھی اس لئے آپؑ نے یہ کہا ہے کہ "تیری مرضی جیسی آسمان پر ہے زمین پر بھی بر آوے"۔ بلکہ آپ نے وہ دعا کی ہے جو آنحضرت ﷺ کی بعثت کے متعلق ہے کہ جس طرح خدا ایک ہے اسی طرح اس کا نبی بھی ایک ہی آوے جو سب دنیا کو ایک جگہ اکٹھا کر دے۔ اس سے یہ بھی اشارہ پایا جاتا ہے کہ جس طرح آسمان کے ہر ایک حصہ پر فرشتے تسبیح و تحمید کرتے ہیں اسی طرح اس نبی کے ذریعہ زمین کے چپے چپے پر ایسے لوگ پیدا ہو جائیں گے جو خدا کی تقدیس اور تعریف کریں گے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا **جُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا** [۱۶] کہ تمام روئے زمین کو میرے لئے مسجد بنا دیا گیا ہے۔ یعنی ہر جگہ اور ہر ملک میں میرے ذریعہ ایسے لوگ پیدا ہو جائیں گے جو خدا کی حمد اور تقدیس کرتے ہونگے۔ گویا جس طرح فرشتے آسمان پر مشغول رہتے ہیں اسی طرح انسان زمین پر مشغول رہیں گے۔ تم لوگوں کو یہ عید منانے کا جو موقع دیا جاتا ہے اس کے متعلق دیکھو کہ کیسی تیاریاں کی جاتی ہیں۔ مرد و عورت، بچوں اور بوڑھوں کو کیسی خوشی ہوتی ہے۔ حالانکہ عید کے دن کوئی انعام نہیں ملتا۔ بظاہر کوئی چیز نہیں حاصل ہوتی۔ بلکہ کچھ نہ کچھ خرچ ہی کرنا پڑتا ہے۔ مگر اس دن ہر ایک خوش خوش نظر آتا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ یہی کہ لوگ ایک جگہ جمع ہوتے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے جہاں چند آدمی جمع ہوں وہاں راہ چلتے لوگ بھی کھڑے ہو جاتے ہیں کیونکہ اجتماع میں کشش اور لذت ہوتی ہے۔ جہاں دو آدمی جمع ہوتے ہیں

وہاں تیسرا، جہاں تین جمع ہوتے ہیں وہاں چوتھا آجاتا ہے۔ اصل میں تمام ارواح ایک بڑی روح سے جو خدا ہے پیدا شدہ ہیں گو وہ اس کی مخلوق ہیں۔ مگر جس طرح ایک بچہ کا ماں سے، ایک بھائی کا بھائی سے تعلق ہوتا ہے اگرچہ وہ دونوں الگ الگ ہوتے ہیں اسی طرح بلکہ اس سے بھی بہت زیادہ خالق کا مخلوق سے تعلق ہے ھلہ۔ دیکھو ایک بھائی دوسرے بھائی سے ملتا ہے تو کیسی لذت اور سرور حاصل کرتا ہے۔ اسی طرح دنیا کی جماعتیں جب آپس میں ملتی ہیں تو خوش ہوتی ہیں۔ چونکہ سب مخلوق میں ایک تعلق اور رشتہ ہے اس وجہ سے جب کہیں ایک دوسرے سے مل جائیں تو بہت خوش ہوتی ہیں۔ اس سے سمجھ لینا چاہئے کہ اگر تمام لوگ ایک دین پر اپنے ایک آقا کے آستانہ پر اپنے ایک خالق کے دربار میں جمع ہو جائیں تو ایک دوسرے کے لئے کس قدر خوشی کا موجب ہو سکتے ہیں اسی لئے خدا تعالیٰ نے ہمارے لئے سرور اور خوشی کا دروازہ کھول کر یہ فرما دیا ہے کہ **قُلْ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا** ہمارا یہ رسول تمام دنیا کی طرف آیا ہے۔ یہ کام تو ہمارے متعلق تھا کہ تمام دنیا کو جمع کرنے کے لئے ایک رسول بھیج دیں اس کو ہم نے کر دیا۔ اب یہ تمہارا کام ہے کہ سب کو ایک جگہ اور ایک نقطہ پر اکٹھا کر کے سرور اور خوشی حاصل کر لو۔ ان چھوٹے چھوٹے اجتماعوں کو بہتوں نے دیکھا ہوگا۔ بعض نے حج کا اجتماع بھی دیکھا ہوگا۔ گو وہ چند لاکھ سے زیادہ انسانوں کا نہیں ہوتا لیکن اس سے جو خوشی حاصل ہوتی ہے وہ بہت بڑی ہوتی ہے۔ پس جب چند لاکھ کے مجمع سے اتنی خوشی حاصل ہو سکتی ہے تو جب دنیا کا اکثر حصہ ایک نقطہ پر جمع ہوگا اس سے کتنی بڑی خوشی ہوگی اور وہ کتنی بڑی عید کہی جائے گی۔

تم لوگ خوش ہو جاؤ اور تمہیں مبارک ہو کہ اس بڑی عید کے آنے کا زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہی زمانہ ہے جس کے متعلق خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ **لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ**۔ کہ مسیح کا زمانہ وہ زمانہ ہوگا جب کہ اسلام کو تمام ادیان پر غلبہ حاصل ہو جائے گا اور آنحضرت ﷺ کی صداقت کو مسیح موعودؑ اور آپ کی جماعت کے ذریعہ پھیلا کر سب کو ایک جگہ پر جمع کر دیا جائے گا اس وقت ہمارے لئے اصل عید ہوگی۔ جب تک وہ عید نہیں آتی اُس وقت تک یہ عیدیں تو ہمیں شرمندہ کرنے کے لئے آتی ہیں۔ تاہم آپ لوگ ان سے سبق حاصل کریں اور دیکھیں کہ جب چند آدمیوں کے جمع ہونے کے لئے اتنی تیاری کی جاتی ہے اور اس مجمع سے اتنی خوشی ہوتی ہے حالانکہ بظاہر کچھ ملتا نہیں بلکہ خرچ ہی کرنا پڑتا ہے گو لذت بھی

حاصل ہوتی ہے مگر وہ عبادت کی ہوتی ہے۔ تو اس عید کے لئے کس قدر کوشش کرنی چاہئے جس میں کروڑوں کروڑ لوگ جمع ہوں گے اور جس کے متعلق کوشش کرنے والوں کی نسبت خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ مصلح جماعت ہوگی۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ **وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ أُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ** [۱۶] ۔ یعنی وہ لوگ جو اس عید میں مدد دیں گے اور لوگوں کو دوسری طرف سے روک کر اس طرف بلائیں گے وہ کامیاب مظفر و منصور ہو جائیں گے۔ تو اس کام میں جتنے ہاتھ کام کرنے والے ہوں گے خدا تعالیٰ ان سب سے وعدہ کرتا ہے کہ میں انہیں اپنے انعامات کا وارث بناؤں گا۔

ہماری جماعت نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے یہ وعدہ کیا ہوا ہے کہ وہ اس کام میں کوشش کرے گی اور ان سب روحوں کو جو اپنے اندر رُشد اور سعادت کا مادہ رکھتی ہیں ایک جگہ پر جمع کر دے گی۔ [۱۷] پس تم لوگ اپنے اس فرض کو سمجھو اور بڑی کوشش اور ہمت سے اس کام میں لگے رہو۔ دیکھو جب ایک جگہ ایک نقطہ خیال کے چند آدمی جمع ہوتے ہیں تو کیسا سرور حاصل ہوتا ہے تو جس وقت وہ عظیم الشان اجتماع ہوگا جس کا کرنا تمہارے سپرد ہے اُس وقت تمہیں کیسی لذت حاصل ہوگی۔ تم خیال کرو کہ جس وقت جو کلمہ تم پڑھتے ہو وہی کلمہ دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پڑھا جائے گا۔ ہر بستی' ہر گاؤں اور ہر شہر میں وہی آواز سنائی دے گی۔ چونکہ زمین گول ہے اس لئے ہر وقت اذانیں اور نمازیں ہی ہوتی رہیں گی اُس وقت تمہیں کتنی لذت حاصل ہوگی۔ پھر جب تم یہ دیکھو گے کہ جس کلمہ جس دین اور جس آواز پر تم لوگوں کو بلاتے ہو اسی آواز پر بے شمار لوگ بلانے والے ہونگے اور ہر شہر اور ہر بستی سے **اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ**۔ کی آواز آتی ہوگی۔ تمام دنیا میں رسول کریم ﷺ کو گالیاں نہیں دی جائیں گی بلکہ آپ ؐ پر درود بھیجا جائے گا۔ خدا کو بُرا بھلا کہنے والے نہیں ہوں گے بلکہ اس کی محبت میں چُور اور اس کے تعلق سے مسرور نظر آئیں گے۔ یہ خیال جو خوشی اور سرور پیدا کر سکتا ہے وہ اور کوئی نہیں پیدا کر سکتا۔ سب سے بڑی عید تو حج کی عید ہے مگر وہ بھی اس کے مقابلہ میں کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔ باقی سب چھوٹی چھوٹی عیدیں ہیں اور یہ دراصل اس بڑی عید کا نشان اور اس کی یاد دلانے والی ہیں۔ پس ہماری جماعت کے لوگوں کو چاہئے کہ اس عید کے لئے کوشش کریں

کیونکہ اس سے زیادہ لذت اور کسی خوشی میں نہیں ہے۔ آپ لوگ اپنے نفسوں پر غور کریں اور اس بات کے لئے تیار ہو جائیں کہ جہاں تک تمہاری طاقت اور ہمت ہے خدا کے جلال' قدرت' شان' شوکت اور بڑائی کے ظاہر کرنے میں صرف کر دو اور سب بھُولے بھٹکوں کو ایک جگہ جمع کر کے لے آؤ۔ تم اس بات سے خوب واقف ہو کہ جب تم میں کوئی نیا آدمی آکر ملتا ہے تو تمہیں کس قدر خوشی ہوتی ہے لیکن جب سارے کے سارے سعید الفطرت لوگ تم میں شامل ہو جائیں گے تو اس وقت تمہاری خوشی کی کیا انتہا رہے گی۔ پس تم میں سے ہر ایک کا یہ فرض ہے کہ اپنے حلقہ اثر میں تبلیغ کی کوشش کرے اور جو کوئی عام تبلیغ نہیں کر سکتا وہ اپنے مال سے' اپنی جان سے' اپنی عزت سے' اپنی آبرو سے' اپنے اثر سے کام لے۔ یہ سب چیزیں دین کے مقابلہ میں ہیچ ہیں۔ سب سے پیاری چیز مال کو سمجھا جاتا ہے لیکن یہ میل سے نکلا ہے[۱۸] یعنی جھک جانے والی چیز ہے۔ پس دنیا کا مال' دنیا کی آرائشیں اور آسائشیں عارضی ہیں۔ ایک وقت آتی اور دوسرے وقت چلی جاتی ہیں۔ وہ نادان جو یہ سمجھتا ہے کہ اگر میں دین کے لئے مال خرچ کروں گا تو مجھے کوئی فائدہ نہیں ہو گا سخت غلطی پر ہے۔

آج ہی مجھے دل میں ایک خیال آنے سے ہنسی آگئی۔ میں نے دیکھا چھوٹے بچے کپڑے بدل رہے ہیں اور ہر بچہ یہی چاہتا ہے کہ اس کی ہر ایک چیز نئی ہو۔ ذرا پرانی ہو۔ تو اسے پرے پھینک دیتا ہے۔ مجھے اس بات پر ہنسی آئی کہ کبھی ہم بھی اسی طرح کرتے ہوں گے۔ لیکن اب یہ باتیں لغو معلوم ہوتی ہیں۔ اُس وقت تو اپنی ساری خوشی اسی میں سمجھی جاتی ہوگی کہ اچھے اچھے کپڑے پہن لیں لیکن اب ان باتوں کا خیال کرتے ہوئے بھی شرم آجاتی ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ انسانی خیالات بدلتے رہتے ہیں اور ان میں ایک تغیّرِ عظیم آتا رہتا ہے اس لئے اگر ہر ایک انسان اپنی موجودہ حالت پر ہی غور کرے تو سمجھ سکتا ہے کہ بعض باتیں ایسی ہوں گی جن پر آج سے کچھ عرصہ بعد مجھے شرم آئے گی۔ پھر بہت سے انسان ایسے ہوتے ہیں کہ ہر ایک چیز جسے وہ اچھا سمجھتے ہیں چاہتے ہیں کہ لذت اور مزے کے لئے کھالیں مگر کھانے کے بعد وہ افسوس کرتے ہیں کہ کیوں ہم نے کھائی۔ پہلے تو وہ اپنی خواہش کے غلام ہو جاتے ہیں لیکن جب اس سے آزاد ہوتے ہیں تو پتہ لگتا ہے کہ ہم نے اچھا نہیں کیا۔ اسی طرح بعض لوگ کپڑوں پر خرچ کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اگر ہم نے اس قسم کے کپڑے نہ پہنے تو ہماری عزت نہیں رہے گی لیکن جب وہ کپڑے پھٹنے لگتے ہیں تو افسوس کرتے ہیں کہ ہم نے اس قدر زیادہ قیمت کے کپڑے

بنانے میں غلطی کی تھی۔ تو انسان کے خیال میں بعض اوقات جلدی ہی تغیر آ جاتا ہے۔ وہ ایک خیال کے ماتحت اپنے لئے حقیقی خوشی سمجھتا ہے مگر دراصل وہ عارضی خوشی ہوتی ہے اور نہایت ہی عارضی ہوتی ہے اور اس کے بعد فوراً رنج اور افسوس آ جاتا ہے۔ لیکن وہ شخص جو اپنے مال دولت جائداد وغیرہ کو ایسی جگہ صرف کرتا ہے کہ جس سے اسے دائمی خوشی حاصل ہو اس کے دل میں کبھی رنج نہیں آتا۔ پس تم لوگ یہ مت خیال کرو کہ اگر تم دین کے لئے اپنے مال' اپنی دولت' اپنی جائداد خرچ کرو گے تو بعد میں پچھتاؤ گے بلکہ یہ یقین رکھو کہ خوش ہو گے کیونکہ پچھتاوا دنیاوی اخراجات پر ہوا کرتا ہے کہ ان سے عارضی خوشی حاصل ہوتی ہے مگر دین کے راستہ میں خرچ کرنا اُس عید کا باعث بنتا ہے جو سب سے بڑی عید ہے اور جس کا نتیجہ کامیابی و ظفرمندی ہے اس لئے اس کا رنج نہیں ہو سکتا۔ حضرت مسیحؑ نے کیا ہی خوب کہا ہے کہ تم اپنے پاس غلہ جمع کرتے ہو۔ جہاں سے چوہے کھا جاتے ہیں۔ لیکن خدا کے حضور جمع نہیں کرتے۔ جہاں کوئی چوہا نہیں کھا سکتا۔ [19] پس تم یہ مت خیال کرو کہ خدا کے راستہ میں مال خرچ کرنے سے تمہارا مال ضائع ہو جائے گا۔ ضائع نہیں جائے گا بلکہ وہ تمہارے لئے حقیقی خوشی کا باعث ہو گا اس لئے اپنے طریق عمل میں اصلاح کرو اور جو کچھ پہلے کر رہے ہو اس سے آگے بڑھو۔ بہت لوگ ہوتے ہیں جو یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے پچھلے سال اس قدر چندہ دیا تھا اب کیا دیں۔ حالانکہ انہیں چاہئے کہ اس سال پہلے سال کی نسبت اور زیادہ دیں اور پہلے کی نسبت اور زیادہ آگے بڑھیں۔ دیکھو ایک ڈاکٹر جس وقت کام شروع کرتا ہے تو ابتداء میں وہ ایسا عمدہ نہیں کرتا لیکن جُوں جُوں اسے زیادہ مشق ہوتی جاتی ہے وہ زیادہ صفائی اور عمدگی سے کام کرتا ہے۔ ہاں اگر غور نہ کرے تو اور بات ہے۔ اسی طرح وہ انسان جو خدا کے لئے خرچ کرتا ہے وہ بھی پہلے کی نسبت بہت زیادہ فراخدلی سے خرچ کرتا ہے اور جوں جوں خرچ کرتا ہے اس کے لئے اور زیادہ جوش اور ولولہ پیدا ہوتا جاتا ہے۔ پس اگر تم لوگ خدا کے لئے خرچ کرتے ہو تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہئے کہ تمہارے دل میں دوسرے وقت خرچ کرنے کے لئے پہلے کی نسبت اور زیادہ تحریک ہو اور اگر زیادہ تحریک نہیں ہوتی تو سمجھ لو کہ پہلے تم نے جو کچھ دیا تھا وہ خدا کے لئے نہیں بلکہ کسی اور وجہ سے دیا تھا اور وہ ضائع ہو چکا ہے۔ ایسی صورت میں تو اور بھی زیادہ خرچ کرنا چاہئے۔ اگر کوئی ایک سال خدا کے لئے کچھ دیتا ہے تو اگلے سال اس سے اور زیادہ دے گا۔ جس طرح ایک پیشہ ور پہلی دفعہ کام کرنے سے دوسری

دفعہ اس سے اچھا کرتا ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کے راستہ میں دینے والا جب ایک دفعہ دیتا ہے تو اسے جو خوشی حاصل ہوتی ہے دوسری دفعہ دیتے ہوئے اس سے زیادہ ہوتی ہے۔ اور تیسری دفعہ اس سے بھی زیادہ۔ لیکن جو شخص یہ دیکھے کہ پہلے دینے کے بعد اس کے دل میں رنج اور تکلیف محسوس ہوئی ہے وہ سمجھ لے کہ اس نے خدا کے لئے نہیں دیا تھا اور اس کے دل کا رنج محسوس کرنا بتاتا ہے کہ جو کچھ دیا تھا وہ ضائع ہو چکا ہے۔ اس کے لئے اور بھی ضروری ہے کہ مرنے سے پہلے پہلے خدا کی راہ میں جس قدر زیادہ دے سکے دے۔

غرض تم لوگ اس بات کو اچھی طرح سمجھ لو کہ آنے والی عید تمہارے اپنے ہاتھوں میں ہے۔ تم جتنی جلدی اسے لانا چاہو لا سکتے ہو۔ اگر تم نے اپنی جانوں اور مالوں کے ذریعہ اس کے لانے کی کوشش نہ کی تو کوئی اور قوم ہوگی جو اس کو لائے گی مگر اس وقت خوشی اسی کے لئے ہوگی نہ کہ تمہارے لئے۔ تمہارے لئے تو وہ دن ماتم کا دن ہوگا۔ پس تم اس بات کے لئے کوشش کرو کہ آنے والی عید تمہارے لئے عید کا دن ہو اور تمہاری ہی زندگی میں آ جائے۔ وہ دن آئے گا تو ضرور کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ **لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ**۔ کہ اسلام کا غلبہ ہوگا اور ضرور ہوگا۔ کوئی بڑی سے بڑی حکومت اس کے مقابلہ کے لئے کھڑی نہیں ہو سکتی۔ اگر ساری دنیا بھی اس کے خلاف کھڑی ہو جائے تو اس طرح مسل دی جائے گی جس طرح تازہ گھاس مسل دی جاتی ہے کیونکہ اسلام کا مقابلہ نہ دنیا کا مال کر سکتا ہے نہ تلوار' نہ توپ' نہ جہاز کیونکہ اسلام خدا کے ہاتھ کے سہارے کھڑا ہوا ہے۔ اب اس کو کوئی نہیں بٹھا سکتا یہ کھڑا ہی رہے گا اور سوائے شقی ازلی روحوں کے باقی سب اس کی صداقت اور حقانیت کو قبول کر لیں گی اور تمام دنیا میں اسلام ہی اسلام پھیل جائے گا۔ پس جب وہ دن آئے گا تو حقیقی عید اور خوشی ہوگی مگر ان کے لئے جن کے ہاتھوں اسلام پھیلے گا۔ اور افسوس اور ماتم ہوگا ان کے لئے جن کو اس بات کا موقع تو دیا گیا تھا مگر انہوں نے اس سے فائدہ نہ اٹھایا۔ تم لوگ اس بات کی کوشش کرو کہ جو موقع تمہیں نصیب ہے اس سے فائدہ اٹھا لو۔ تمہارے سامنے حقیقی خوشی اور جنت ہے کوشش کرو کہ اس کو حاصل کر لو۔ مگر دوزخ بھی تمہارے قریب ہی ہے۔ ذرا پاؤں لڑکھڑایا اور اس میں گر پڑے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ پُل صراط کی طرح ہے۔ اگر تم نے کوشش اور ہمت سے کام لیا تو جنت میں داخل ہو گئے اور ذرا بے احتیاطی کی تو دجّال کے دوزخ میں گر پڑے۔ پس تم ہوشیار ہو جاؤ۔ مال کا خدا کی راہ میں خرچ کرنا چیز ہی کیا

ہے۔ ایک جنگ میں کچھ صحابی کھجوریں کھا رہے تھے۔ ان میں سے ایک نے بعض صحابہؓ کو جو شہید ہوتے دیکھا تو کھجوریں پرے پھینک کر کہنے لگا میرے اور جنت کے درمیان صرف یہ کھجوریں روک ہیں۔ یہ کہہ کر تلوار لے کر اتنا لڑا کہ شہید ہو گیا۔[۲۰] تو یہ مال و اموال آرائش اور آسائش کی چیزیں مومن کے لئے ایک پردہ ہیں جو اس کے اور جنت کے درمیان حائل ہے۔ اس کو ہٹا دیا جائے تو آگے جنت ہے۔ جس طرح ایک آم یا خربوزہ پڑا ہو اور اس سے ورے مصنوعی خربوزہ رکھا ہو۔ جو شخص اس مصنوعی کو لیکر بیٹھ رہے گا وہ یقیناً ناکام رہے گا لیکن جو اسے چھوڑ کر اصلی کو لے گا وہ کچھ حاصل کر لے گا۔ تو حقیقی خوشی اور لذتیں وہی ہوتی ہیں جو خدا کی طرف سے حاصل ہوتی ہیں۔ یہ دنیاوی سازو سامان عارضی خوشیاں ہیں جو امتحان لینے اور ترقی کا موقع دینے کے لئے ہیں۔ پس تم ان عارضی خوشیوں کو چھوڑو اور خدا کے لئے اپنے اموال اور جائدادوں کو خرچ کرو تا تمہیں اُس عید کے دیکھنے کا موقع ملے جو ازل سے آنحضرت ﷺ اور آپؐ کے صحابہؓ کے لئے مقدر تھی۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی جماعت کے لئے ہے۔

خدا تعالیٰ ہمارے دلوں سے دنیا کی ملونی دُور کر دے اور اپنی محبت کو ہمارے دلوں میں جگہ دے۔ اپنے دین، اپنے جلال اور اپنی شان کو دنیا میں پھیلانے کی توفیق بخشے۔ آنحضرت ﷺ کی صداقت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی پیش کرنے کی ہمت اور استقلال دے۔ ہمارے دلوں کو وسیع کر دے اور جس طرح ہر سال یہ چھوٹی چھوٹی عیدیں آتی ہیں ہمارے لئے وہ بڑی عید بھی لائے۔ عجائب گھروں میں بڑی بڑی مشہور عمارتوں کے نمونے رکھے ہوتے ہیں تا کہ ان کو دیکھ کر اصل کو دیکھنے کا شوق پیدا ہو۔ لیکن جس طرح آگرہ کے تاج محل اور دہلی کی جامع مسجد کے نمونوں کو دیکھ کر ان کے اصل سے واقفیت نہیں ہو سکتی اسی طرح اِن عیدوں کو دیکھ کر اُس اصل عید کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔

آنحضرت ﷺ جنت کے متعلق فرماتے ہیں کہ نہ وہاں کی چیزوں کو کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی دل میں خیال آیا ہے کہ کس طرح کی ہیں۔[۲۱] اسی طرح اس عید کی نسبت اِس وقت کوئی اندازہ نہیں لگایا جا سکتا اور اِن عیدوں سے اس کا کچھ بھی مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ پس تم دعائیں مانگو کہ خدا تعالیٰ تمہیں وہ عید دیکھنے کا موقع دے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کے لئے مقدر ہے۔ (الفضل ۱۲۔ اگست ۱۹۱۶ء)

۱ الاعراف:۱۵۹

۲ مفردات امام راغب زیر لفظ "عودٌ"

۳ الاعراف:۱۵۹

۴ بخاری کتاب الصلوۃ باب قول النبی ﷺ **جعلت لی الارض مسجدا و طهورا**

۵ متی باب ۷ آیت ۶

۶ متی باب ۱۵ آیت ۲۴

۷ **الضحٰی:۱۲**

۸ متی باب ۱۵ آیت ۲۶

۹ **الضحٰی:۱۱، ۱۲**

۱۰ **الصف**:۱۰، تذکرہ صفحہ ۴۵۔ ایڈیشن ۱۹۶۵ء الشرکتہ الاسلامیہ ربوہ۔ چشمۂ معرفت صفحہ ۸۲۔ ۸۳۔ تریاق القلوب صفحہ ۱۲۰۔ ۱۲۲

۱۱ بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام ۱۸۳۵ء ۔ ۱۹۰۸ء۔ دعویٰ ۱۸۸۹ء

۱۲ تذکرہ صفحہ ۳۶۰۔ ایڈیشن ۱۹۵۶ء الشرکتہ الاسلامیہ ربوہ

۱۳ متی باب ۱۶ آیت ۱۹

۱۴ صحیح مسلم کتاب **المساجد و مواضع الصلٰوۃ**۔ صحیح بخاری کتاب الصلٰوۃ باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم **جعلت لی الارض مسجدا و طهورا**

۱۵ صحیح بخاری کتاب **الادب باب رحمة الولد و تقبيله**

۱۶ **اٰل عمران**:۱۰۵

۱۷ الوصیت صفحہ ۸۔ ۹ مطبوعہ مارچ ۱۹۶۶ء نظارت بہشتی مقبرہ

۱۸ مفردات امام راغب زیر لفظ "میل"

۱۹ متی باب ۶ آیت ۱۹۔ ۲۰ میں عبارت اس طرح ہے۔

"اپنے واسطے زمین پر مال جمع نہ کرو۔ جہاں کیڑا اور زنگ خراب کرتا ہے اور جہاں چور نقب لگاتے اور چُراتے ہیں۔ بلکہ اپنے لئے آسمان پر مال جمع کرو۔ جہاں نہ کیڑا خراب

کرتا ہے نہ زنگ۔ اور نہ وہاں چور نقب لگاتے اور چراتے ہیں۔"

۲۰۔ صحیح بخاری کتاب **المغازی باب غزوۃ احد۔**

۲۱۔ صحیح مسلم کتاب **الجنۃ و صفۃ نعیمہا و اہلہا**